لیے اس کو ناریل اپنی دعاؤں کے ساتھ دیجیے" بابا نے پوچھا: "کیا ناریل اس کو اولاد دے پائے گا۔ لوگ کتنے بیوقوف ہیں کہ ایسی باتیں سوچتے ہیں"۔ شاما نے پھر کہا: مجھے آپ کے منہ سے نکلے لفظ اور دعاؤں کی طاقت معلوم ہے۔ آپ کا لفظ اس کو ایک کیا کئی بچے عطا کرے گا۔ آپ صرف جھگڑا کر رہے ہیں اور اصل دعا نہیں دے رہے ہیں"۔

یہ گفتگو کچھ دیر تک چلتی رہی۔ بابا بار بار یہ حکم دیتے کہ ناریل کو توڑا جائے اور شاما درخواست کرتے رہے کہ وہ سارا کا سارا پھل خاتون کو دے دیا جائے۔ بالآخر بابا نے مانتے ہوئے کہا" اس کو ایک بچہ ہوگا"، "کب ؟" شاما نے پوچھا" بارہ ماہ کے اندر"، جواب ملا۔ اس پر ناریل کو دو ٹکڑوں میں توڑا گیا۔ ایک ٹکڑا ان دونوں نے کھایا اور دوسرا خاتوان کو دیا گیا۔

شاما نے خاتون کی طرف مڑتے ہوئے کہا "محترم خاتون آپ میرے الفاظ کی گواہ ہیں۔ اگر بارہ ماہ کے اندر آپ کے ہاں اولاد نہ ہوئی تو میں ایک ناریل کو اس دیوا کے سر پر توڑتے ہوئے اس کو مسجد سے باہر نکال دوں گا۔ اگر میں اس میں ناکام ہو گیا تو میں خود کو مادھو نہیں کہوں گا۔ آپ کو جلد پتا چل جائے گا کہ میں نے کیا کہا ہے"۔

سال کے اندر اندر خاتون نے لڑکے کو جنم دیا اور جب وہ پانچ ماہ کا ہونے والا تھا تو اسے بابا کے پاس لایا گیا۔ میاں بیوی دونوں نے بابا کے سامنے سجدہ کیا اور اس مشکور و احسان مند باپ (مٹر اورنگ آباد کر) نے پانچ سو روپے بابا کی خدمت میں پیش کیے جنھیں بابا کے گھوڑے "شیاما کرن" کے لیے ایک چھپر بنانے پر صرف کیا گیا۔

دربار سب کے لیے کھلا ہے پھر بھی وہ اس کے لیے کوشش کرے گا اور ممکن ہے خدا اس پر کرم کر دے۔ اس نے اس سے کہا کہ بابا کے کھانے کے وقت وہ ناریل اور کچھ اگربتی لے کر کھلے احاطے میں تیار رہے اور جیسے ہی وہ اس کو اشارہ کرے وہ فوراً آجائے۔ ایک دن دوپہر کے کھانے کے بعد جب شاما بابا کے گیلے ہاتھوں کو تولیے سے صاف کر رہا تھا اور جب بابا نے اس کے گال کی چٹکی لی تو شاما نے غصہ ظاہر کرتے ہوئے کہا: ''دیوا کیا یہ آپ کے شایانِ شان ہے کہ اس طرح آپ میرے گال کی چٹکی لیں؟ ہمیں ایسا شرارتی بھگوان نہیں چاہیے جو اس طرح ہماری چٹکیاں لیتا رہے۔ کیا ہم آپ پر دارومدار رکھتے ہیں؟ کیا ہماری قربت کا یہی پھل ہے؟ بابا نے جواب میں کہا:-

''او شاما پچھلے 72 جنموں کے دوران جو تم نے میرے ساتھ گزارے ہیں میں نے کبھی تمہاری چٹکی نہیں لی اور اب تم میرے چھونے پر ناراض ہو رہے ہو'' شاما نے جواب دیا ہمیں ایک ایسا بھگوان چاہیے جو ہمیں ہمیشہ بوسے دے اور کھانے کے لیے مٹھائی بھی۔ ہمیں آپ سے کوئی احترام یا جنت یا غبارے نہیں چاہیں۔ آپ کے قدموں پر ہمیں جو اعتقاد و بھروسا ہے اسے ہمیشہ بیدار رہنے دیجیے''۔

''ہاں میں اسی مقصد کے لیے آیا ہوں، میں تمہاری پرورش و پرداخت کرتا رہا ہوں اور تمہارے لیے محبت وہ پیار رکھتا ہوں'' بابا نے جواب دیا۔

اس کے بعد بابا نے اوپر جا کر اپنی سیٹ سنبھال لی۔ شاما نے عورت کو اشارہ کیا۔ وہ اوپر آکر بابا کے سامنے جھکی اور ناریل اور دوسری اشیا پیش کیں۔ بابا نے ناریل کو ہلایا۔ وہ اندر سے خشک تھا۔ اس کے اندر کے گودے نے ادھر ادھر لڑھک کر آواز پیدا کی۔ بابا نے کہا۔

''شاما یہ اندر سے بج رہا ہے دیکھو ذرا یہ کیا کہتا ہے؟'' شاما نے جواب دیا'' عورت دعا مانگ رہی ہے کہ اسی طرح بچہ بھی کوکھ میں لڑھکتا اور تیزی سے بڑھتا رہے۔ اس

کی اجازت نہ دی لیکن ایک چپراسی جو میرے لیے اجنبی تھا، کی مداخلت سے مجھے سٹیمر میں داخل ہونے کی اجازت مل گئی جس نے مجھے بمبئی پہنچایا۔ وہاں سے ریل کے ذریعے میں یہاں آیا۔ یقیناً بابا سب کچھ جانتے ہیں اور وہ ہر چیز میں موجود ہیں۔ ہم کیا ہیں اور ہمارا گھر کہاں ہے؟ ہماری خوش قسمتی ہے کہ بابا نے ہمیں ہماری رقم واپس دلادی اور ہمیں کھینچ کر یہاں اپنے پاس بلایا۔ تم شرڈی کے لیکن نواسی ہو اور ہم سے یقیناً بہتر اور زیادہ خوش نصیب ہو کیوں کہ بابا تمہارے بیچ میں اتنے سال تک ہنستے کھیلتے، باتیں کرتے اور بستے رہے ہیں۔ مجھے یقین ہے تمہاری خوبیوں کا ذخیرہ لامحدود ہوگا۔ اس لیے تو بابا شرڈی میں رہنے کے لیے کھچے چلے آئے۔ سائی ہمارا بھگوان داتا ہے۔ اسی نے منت ماننے کا حکم دیا۔ اسی نے سٹیمر میں مجھے جگہ دلائی اور یہاں لایا اور اس طرح اپنے سب کچھ جاننے اور سب سے قوی ہونے کا ثبوت فراہم کیا۔

بیگم اورنگ آباد کی کہانی

شعلہ پور کی ایک خاتون جو سکھارام اورنگ آباد کی بیوی تھی کے ہاں 27 سال کے عرصے میں کوئی اولاد نہ ہوئی تھی۔ اس نے کئی دیوی دیوتاؤں کے ہاں منتیں مانی لیکن کوئی کامیابی نہ ہوئی۔ اس کے بعد وہ بالکل مایوس ہو گئی۔ اس معاملے میں آخری کوشش کے طور پر وہ اپنے سوتیلے بیٹے وشوانا تھ کے ساتھ شرڈی آئی اور وہاں دو ماہ تک بابا کی خدمت کرتی رہی۔ وہ جب بھی مسجد گئی اس نے اسے لوگوں سے بھرا ہوا اور بابا کو اپنے بھگتوں میں گھرا ہوا پایا۔ وہ بابا سے اکیلے میں مل کر ان کے قدموں پر گرتے ہوئے اپنا دل کھول کر بیان کرنے کے ساتھ ہی ساتھ اولاد کے لیے استدعا کرنا چاہتی تھی لیکن اسے کوئی مناسب موقع نہ مل سکا۔ بالآخر اس نے شاما سے اس کے حق میں کسی ایسے وقت میں سفارش کرنے کے لیے کہا جب بابا تنہا ہوں۔ شامانے اس سے کہا کہ بابا کا

دریافت کی اور میں نے اسے سب کچھ بتادیا۔ اس نے مجھے بتایا کہ کوپر گاؤں تعلقے کے شرڈی مقام پر ایک سنت سائی کے نام سے رہتا ہے اس کے نام منت مانو اور جو چیز تمہیں سب سے زیادہ پسند ہے اسے کھانا چھوڑتے ہوئے دل میں کہو کہ میں اسے اس وقت تک نہیں کھاؤں گا جب تک مجھے آپ کے درشن حاصل نہیں ہوتے"۔ تب میں نے چاول نہ کھانے کی قسم کھاتے ہوئے بابا سے من میں کہا:-

"بابا میں اسے اپنا کھویا ہوا مال اور آپ کے درشن حاصل کرنے کے بعد ہی کھاؤں گا"۔ اس کے بعد پندرہ دن گزر گئے متذکرہ براہمن آپ ہی میرے پاس آیا اور معافی مانگتے ہوئے میرا روپیہ واپس کر کے کہنے لگا:

"میں نے پاگل پن میں یہ حرکت کی۔ میں آپ کے قدموں پر سر رکھ کر معافی مانگتا ہوں۔ مہربانی کر کے مجھے معاف کر دیجئے" اس طرح سارے معاملے کا انجام بخیر ہوا۔ وہ فقیر جو مجھے ملا اور جس نے میری مدد کی پھر کبھی دکھائی نہ دیا۔ فقیر نے جس کو ملنے کی مجھے ترغیب دی تھی اس کو دیکھنے اور اسے ملنے کی شدید خواہش میرے دل میں پیدا ہوئی۔ میں نے سوچا جو فقیر دور سے میرے گھر تک پہنچا تھا وہ سائی بابا کے علاوہ اور کوئی نہیں ہو سکتا۔ وہ جس نے مجھے یہ روپیہ حاصل کرنے میں میری مدد کی کیا وہ کبھی 35 روپے حاصل کرنے کا لالچ کرے گا؟ اس کے برعکس وہ ہم سے کچھ حاصل کیے یا چاہے بغیر ہمیں روحانی ترقی کے راستے پر ڈالنے کے لیے ہر ممکن کوشش کرتا ہے۔ کھویا ہوا روپیہ حاصل کر کے مجھے بہت خوشی ہوئی اور دولت کی محبت میں اپنی منت کے بارے میں بھول گیا۔ چناں چہ جب میں کولابا میں تھا تو ایک رات میں نے بابا کو خواب میں دیکھا۔ اس نے مجھے شرڈی جانے کے میرے عہد کو تازہ کر دیا۔ میں گوا گیا اور وہاں سے سٹیمر کے ذریعے بمبئی جا کر شرڈی کے لیے روانہ ہونا چاہتا تھا۔ لیکن جب میں بندرگاہ پر آیا تو دیکھا کہ سٹیمر میں تل دھرنے کو جگہ نہ تھی۔ کپتان نے مجھے سوار ہونے

بیان کیا۔ میں اپنی قسم اور منت کے بارے میں سب کچھ بھول گیا۔ بابا نے ابھی مجھے اس طرح یاد دلایا ہے اور مجھ سے 15/ روپے وصول کیے ہیں۔ یہ دکشنا نہیں ہے جیسا کہ اس کے بارے میں سوچا جا رہا ہے کہ بلکہ پرانے قرض کی ادائیگی اور بھولی ہوئی قسم کو پورا کرنا ہے"۔

سبق

حقیقت میں بابا نہ کبھی خود بھیک مانگتے تھے اور نہ اپنے بھگتوں کو ایسا کرنے کی اجازت دیتے تھے۔ وہ روپے کو روحانی ترقی کے لیے بڑا خطرہ یا رکاوٹ قرار دیتے تھے۔ اور وہ اپنے بھگتوں کو اس کے چنگل میں نہ پھنسنے دیتے تھے۔ اس سلسلے میں بھگت مہالا سپتی ایک مثال ہے۔ وہ بہت غریب تھا اور بڑی مشکل سے اُس کی دو وقت کی روٹی چلتی تھی۔ بابا نہ تو اسے روپیہ دیتے تھے اور نہ خود ہی کبھی دکشنا کی رقم سے اس کی مدد کرتے تھے۔ ایک بار ایک سخی سوداگر ہنس راج نے بابا کی موجودگی میں اسے خاصی رقم دینا چاہی لیکن بابا نے اسے وہ رقم لینے نہیں دی۔

اس کے بعد دوسرے مہمان نے اپنی کہانی بیان کرنا شروع کی:۔

"میرا براہمن خانساماں 35 سال تک بڑی وفاداری سے میری خدمت کرتا رہا۔ بدقسمتی سے وہ برے راستے پر چل نکالا، اس کا من بدلا اور وہ میرا خزانہ لوٹ کے لے گیا۔ دیوار سے ایک سل ہٹا کر جہاں میری الماری نصب ہے وہ اس وقت اندر داخل ہوا جب ہم سب سوتے ہوئے تھے اور میری ساری جمع پونجی یعنی تیس ہزار روپے بشکل کرنسی نوٹ اڑا کر لے گیا۔ مجھے نہیں معلوم کہ بابا نے کس طرح سبھی رقم کا تخمینہ صحیح صحیح بتادیا۔ میں رات دن روتا چیختا رہا لیکن میری پوچھ گچھ کسی کام نہ آئی۔ میں نے پندرہ دن بڑی تکلیف و پریشانی میں گزارے۔ میں جب برآمدے میں مایوس و مغموم بیٹھا ہوا تھا تو پاس سے گزرتے ہوئے ایک فقیر نے میری حالت کو دیکھ کر میری مایوسی کی وجہ

من پسند خوراک کھانا بند کردو"۔

میں نے فقیر کی نصیحت پر عمل کیااور میری رقم مجھے واپس مل گئی۔ پھر میں نے واڈا کو چھوڑ کر ساحل سمندر کا رُخ کیا۔ وہاں ایک سٹیمر تھا لیکن میں اس میں جگہ نہ پاسکا کیوں کہ وہ انسانوں سے پہلے ہی بھرا ہوا تھا۔ لیکن وہاں ایک اچھی فطرت والے چپراسی نے میرے لیے مداخلت کی اور میں خوش قسمتی سے اندر داخل ہو گیا۔ دوسرے ساحل پر اتر کر میں نے ریل پکڑلی اور مسجد مائی پہنچ گیا۔

کہانی ختم کر کے بابا نے شاما سے مہمانوں کو کھانا کھلانے کے لیے لے جانے کو کہا۔ چناں چہ شاما نے انھیں اپنے گھر لے جا کر کھانا کھلایا۔ رات کے کھانے کے وقت شاما نے مہمانوں سے کہا کہ بابا کی کہانی کچھ سمجھ میں نہ آسکی کیوں کہ وہ سمندر کے ساحل پر کبھی نہ گئے تھے، کبھی ان کے پاس 30,000 روپے نہ تھے کبھی سفر نہ کیا نہ کبھی روپیہ کھویا اور نہ پایا۔ آپ نے اس کہانی کو اور اس کی اہمیت کو سمجھا؟ مہمانوں کا دل بھر آیا تھا اور وہ آنسو بہا رہے تھے۔ رندھی ہوئی آواز میں انھوں نے کہا کہ بابا کو سب کچھ معلوم تھا۔ وہ لامحدود برہم کی طرح لا مثالی تھے۔ کہانی جو انھوں نے بیان کی وہ بالکل ہماری کہانی کی طرح ہے جو انھوں نے کہا وہ ہمارے ساتھ ہو چکا ہے۔ انھیں یہ سب کیسے معلوم ہوا یہ انتہائی حیران کن ہے۔ ہم کھانے کے بعد سب تفصیلات بتائیں گے۔ چناں چہ کھانا کھانے کے بعد جب وہ پان چبا رہے تھے مہمانوں نے اپنی کہانیاں بیان کرنا شروع کیں۔ ان میں سے ایک نے کہا:-

"گھاٹوں کے اوپر واقع ایک پہاڑی مقام پر میرا وطن ہے۔ میں گوا ملازمت کے ذریعے روزی کمانے کے لیے گیا۔ میں نے بھگوان دتا کے نام پر منت مانی کہ اگر مجھے ملازمت مل گئی تو میں اپنے پہلے مہینے کی تنخواہ ان کو بھینٹ کروں گا۔ ان کے کرم سے مجھے 15/ روپے ماہوار کی نوکری مل گئی اور پھر مجھے ترقیاں ملتی چلی گئی جیسا کہ بابا نے

"یہ شخص پہلے غریب تھا۔ چنانچہ اس نے منت مانی تھی کہ اگر اس کو نوکری مل گئی تو وہ پہلے مہینے کی تنخواہ خدا کے نام پر دے گا۔ اسے 15/روپے ماہوار تنخواہ پر نوکری مل گئی پھر اس کو لگاتار ترقیاں ملتی گئیں۔ اس کی تنخواہ 15/ر سے 30، 60، 100، 200، اور بالآخر 700 ماہوار ہو گئی لیکن اپنی اس خوشحالی کے جنون میں وہ اپنی قسم بھول گیا۔ اس کے کرموں کی طاقت اس کو کھینچ کر یہاں لے آئی ہے اور میں نے اس سے وہی 15/ روپے کی رقم دکشنا کے طور پر طلب کی ہے۔

دوسری کہانی:

ساحل سمندر پر سیر کرتے ہوئے مجھے ایک بڑی حویلی دکھائی دی اور میں اس کے برآمدے میں آکر بیٹھ گیا۔ براہمن مالک نے میری بڑی آؤ بھگت کی اور مجھے بڑا اچھا کھانا کھلایا۔ اس نے الماری کے قریب مجھے سونے کے لیے ایک صاف ستھری جگہ بھی دکھائی۔ میں وہاں سو گیا۔ جب میں گہری نیند میں تھا اس شخص نے فرش کی ایک سل ہٹا کر دیوار کو شق کیا اور اندر داخل ہو کر میری جیب کاٹی اور ساری رقم لے اڑا۔ جب میں جاگا تو میں نے دیکھا کہ تیس ہزار روپے چوری ہو گئے تھے۔ میں بہت پریشان تھا اور وہاں بیٹھ کر روتا رہا اور آہیں بھرتا رہا۔ رقم کرنسی نوٹوں کی شکل میں تھی اور میں نے سوچا کہ اسے براہمن نے ہی چرایا تھا۔ مجھے کھانے پینے میں کوئی دلچسپی نہ رہی اور پندرہ دن تک اسی برآمدے میں بیٹھا اپنے نقصان پر روتا رہا۔ پندرہ دن گزرنے کے بعد ایک فقیر نے مجھے روتا ہوا دیکھا تو مجھ سے اس کی وجہ دریافت کی۔ میں نے اسے سب کچھ بتا دیا اس نے مجھ سے کہا کہ "اگر تم میرے کہنے پر چلو تو تمہاری رقم واپس مل سکتی ہے۔ تم ایک فقیر کے پاس چلے جاؤ میں تمہیں اس کا پتہ بتاتا ہوں۔ خود کو کلیتاً اس پر چھوڑ دو۔ وہ تمہاری رقم تمہیں واپس دلا دے گا۔ جب تک رقم واپس نہیں ملتی تم اپنی

انتیسواں باب

[(1) گوا کے دو افراد اور (2) بیگم اور نگ آباد کی عجیب و غریب کہانیاں۔]

دو شریف آدمی

اس باب کا تعلق گوا کے دو افراد اور شولہ پور کی بیگم اور نگ آباد کی کہانیوں سے ہے۔ ایک بار گوا کے دو افراد بابا کے درشن کرنے کے لیے آئے اور بابا کے سامنے سر بسجود ہوئے۔ اگرچہ وہ دونوں ایک ساتھ آئے لیکن بابا نے ان میں سے صرف ایک کو 15 روپے دکشنا کے طور پر دینے کے لیے کہا جو اس نے بخوشی ادا کر دیئے۔ دوسرے آدمی نے اپنی مرضی سے 35 روپے پیش کیے۔ دوسرے لوگ یہ دیکھ کر حیران ہو گئے کہ بابا نے یہ رقم لینے سے انکار کر دیا۔ شاما اس موقع پر موجود تھا نے بابا سے دریافت کیا:

"یہ کیا ہے؟ دونوں ایک ساتھ آئے ایک کی دکشنا آپ نے قبول کی اور دوسرے نے بھی اگرچہ اپنی خوشی سے دکشنا پیش کی لیکن آپ نے لینے سے انکار کر دیا۔ یہ فرق کیوں؟" بابا نے جواب دیا۔

"شاما تم نہیں جانتے ہو میں کسی سے کچھ نہیں لیتا۔ مسجد مائی (یعنی مسجد کی بطور ماں) قرض مانگتی ہے۔ دینے والا دیتا ہے اور آزاد ہو جاتا ہے۔ کیا میرا کہیں کوئی گھر، جائیداد اہل و عیال ہے کہ جس کی مجھے دیکھ بھال کرنی ہے۔ مجھے کسی چیز کی ضرورت نہیں، میں آزاد ہوں، قرض، دشمنی اور قتل کا کفارہ ادا کرنا پڑتا ہے کیوں کہ ان سے آدمی بچ نہیں سکتا"۔ اس کے بعد بابا نے اپنے مخصوص انداز میں اس کے بارے میں درج ذیل باتیں بتائیں:۔